محتاط امیج فراہم کر رکھا تھا' وہ بھی بھک سے اڑ گیا۔ امریکہ کے اخبارات میں دوسری انتہا کا ردعمل دیکھنے کو ملا اور صورتحال کو شاہ کے ایران کے دور سے ملا دیا گیا۔

تجزیہ نگار کی رائے میں یہ طے ہے کہ ۱۹۹۶ء کا سعودی عرب ۱۹۷۸ء کا ایران نہیں ہے۔ سعودی عرب اور دیگر خلیجی ریاستوں میں حالات تبدیل ہوئے ہیں اور یہ تبدیلی خلیج ریاستوں کے حکمرانوں' جن کے بل بوتے پر امریکہ نے علاقائی پالیسی تشکیل دی ہے' کے لیے ایک نئے سیاسی چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ تجزیئے میں سعودی عرب میں علماء کی سطح پر بے چینی خلیج کی دیگر ریاستوں میں سیاسی ہلچل اور خلیجی سیاست کے تناظر میں تبدیلی ہوتی اقتصادی صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید برآں خلیجی ممالک میں نئی نسل کا نقطۂ نظر جاننے کی بات کی گئی ہے کہ آیا ان کی سوچ ان کے بڑوں سے مماثل ہے؟

تجزیہ نگار کو اس پہلو سے کوئی رائے دینے میں مشکل کا سامنا اس باعث ہے کہ خطے میں عوامی رائے عامہ کے جائزوں کی روایت کا فقدان ہے۔ خلیجی ملکوں میں امریکہ کی رواں پالیسی کے امکانات کے حوالے سے تجزیہ نگار کا خیال ہے کہ اسے کوئی فوری خطرہ لاحق نہیں ہے۔ اس کے لیے تجزیہ نگار کا امریکہ کے پالیسی سازوں کو ایک مشورہ یہ ہے کہ وہ علاقے میں جمہوریت کے موضوع کو نہ ہی چھیڑیں۔

(گریگوری گاؤس iii)

☆☆☆☆

مسلم آبادیاں — **جنوبی ایشیا**

نیپالی مسلمانوں کی متنوع شناختیں(۲)

نیپالی وزرائے اعظم' جنہوں نے نیپال پر ۱۸۴۶ء سے ۱۹۵۱ء تک حکومت کی' کے سلسلے کے ایک وزیر اعظم جنگ بہادر رانا نے جب ۱۸۵۴ء میں پہلے ضابطہ قانون کا نفاذ کیا' تو انہوں نے اس میں نیپال کو "کالی دور کی واحد باقی قلمرو" قرار دیا تھا۔ متن میں پہلی دفعہ لکھی جانے والی اصطلاح "ہندو قلمرو" کو آج تک نیپال کی سرکاری شناخت کے طور پر برقرار رکھا گیا ہے۔ سب سے آخر میں جو "لبرل" آئین ۱۹۹۵ء میں نافذ کیا گیا' اس میں مذکورہ اصطلاح موجود ہے۔

سوال زیر بحث یہ ہے کہ نیپال اپنی روح میں اگر ایک ہندو ملک ہے' تو کیا اس کے اداروں میں مسلمانوں کے ساتھ روایتی ہندوانہ رویے کا عمل دخل ملتا ہے؟ زیر نظر مقالے کے مطابق صورت حال ایسی نہیں ہے۔ دیگر مذہبی اقلیتوں کی طرح مسلمانوں کی صورت حال بھی مختلف تناظر اور ادوار میں مسلسل تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ مقالے میں تبدیلی کے پس پردہ کار فرما عوامل کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ۱۹۸۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت نیپال میں ۶ لاکھ مسلمان تھے' جو ۲ کروڑ کی نیپال